مباحث طہارت میں صحابیات کے فقہی سوالات اور عصری اطلاقات

The Jurisprudential Questions of The Companions (Women) In the Discussion of Purity and Their Contemporary Applications

Syed Muhammad Karam Ali
MPhil Scholar, Faculty of Arts and Humanities,
Department of Islamic Studies, Superior University, Lahore
Email: karamshah428@gmail.com
Dr.Hafiz.M.Mudassar Shafique (Corresponding Author)
Assistant Professor, Faculty of Arts and Humanities,
Department of Islamic Studies,
(CAKCCIS), Superior University, Lahore
Email: mudassar.shafique@superior.edu.pk
Dr.Hafiz. Muhammad Ishaq
HOD, Department of Islamic Studies, University of Chakwal
Email: muhammad.ishaq@uoc.edu.pk

Abstract

The Qurān is the original source and fountain of human guidance. It provides clear instructions for the construction and organization of not only individual but also collective life. The teachings and commands revealed for human in the Qurān are for both men and women. All aspects of the partnership between men and women demonstrate that women have a complete personality, and all their rights are the same as those of men. Islam is the religion that gave women their identity and introduced their distinct personality into society. History is witness that in any society, women were not treated with respect and dignity. Even in Arab society, they were buried alive at birth. They had no right to live but Islam gave women the right to live and later, these same women played their role in the spread of Islam, and, like men, women also narrated many hadiths that reveal many aspects of the Sūnnāh of the Holy Prophet. Otherwise, it would have been possible that many religious issues related to worship, purity and affairs would not have reached us. Those who have done outstanding work in the field of preserving Hadith, an example of which cannot be found in any other religion or nation in the world. Whether it is the art of Hādīth or any other religious science or art, the performance of

women is clearly visible. The services that women in Islam have rendered to the science of Hādīth are primarily represented by the Companions(women) and their followers (Tābyeēn). Women used to ask questions of the Holy Prophet (PBUH) at many places and the Holy Prophet (PBUH) would answer them satisfactorily. Later, many of the Companions would ask the mothers of the Believers (Umāhūt ūl Mōmīneēn) about religious matters. This article describes the questions that women asked the Holy Prophet (PBUH) about purity and the Holy Prophet (PBUH) answered them. Furthermore, it also explains the different aspects of the opinions of the jurists in contemporary matters.

Keywords: jurisprudential questions, Companions (Women), purity, contemporary applications

کتب رجال کی ورق گردانی کی جائے تو صحابیات، تابعیات اور مختلف ادوار کی راویات و محدثات کی ایک طویل فہرست دستیاب ہو سکتی ہے، جنھوں نے حفاظت حدیث کے تعلق سے وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے جس کی مثال دنیا کے کسی مذہب و ملت میں نہیں مل سکتی۔ فن حدیث ہی کیا شرعی علم و فن کوئی بھی ہو اس میں عورتوں کی کارکردگی نمایاں نظر آتی ہے، فن تفسیر ہو یا حدیث، فقہ ہو یا اصول، ادب ہو یا بلاغت سارے کے سارے فنون کی عورتوں نے جان توڑ خدمت کی۔ اگر صحابیات و تابعیات تحمل اور روایت حدیث میں پیچھے رہتیں تو آج اسلامی دنیا مسائل نسواں کی علم و معرفت سے محروم رہتی، نکاح و طلاق کے مسائل ہوں یا جماع و مباشرت کے ازدواجی زندگی کا کوئی الجھا ہوا پہلو ہو یا خانگی مشکلات، اگر اس قسم کے الجھے اور پر پیچ مسائل کا حل ہمیں ملتا ہے تو صحابیات و تابعیات کی مرویات ہیں۔ ابتدائے اسلام سے لے کر اس وقت تک سینکڑوں ہزاروں پردہ نشیں مسلم خواتین نے حدود شریعت میں رہتے ہوئے گوشہ علم و فن سے لے کر میدان جہاد تک ہر شعبہ زندگی میں حصہ لیا اور اسلامی معاشرے کی تعمیر میں اپنا کردار ادا کیا۔ خواتین اسلام نے علم حدیث کی جو خدمات انجام دی ہیں، ان کی سب سے پہلی نمائندگی صحابیات و تابعیات کرتی ہیں۔ اسی طرح مرد صحابہ کی طرح عورتیں بھی نبی محترم سے شرعی سوالات کرنے سے نہیں ہچکچاتی تھیں جس کی بدولت کئی اہم پہلو اج امت مسلمہ کے سامنے آئیں ہیں اور ان سے استفادہ کیا جا رہا ہے اس آرٹیکل میں مختلف صحابیات کی طہارت سے متعلق وہ احادیث جن میں انہوں نے نبی محترم سے سوالات پوچھے اور آپ نے ان کے جوابات دیئے اور ساتھ ہی عصر حاضر میں ان سوالات اور جوابات سے کس طرح استفادہ کیا جا سکتا ہے یہ پہلو زیر بحث لائے گئے ہیں۔

صحابیہ کا غسل جنابت کے بارے سوال

سوال: غسل جنابت کا طریقہ:

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ سے عرض کرتی ہیں اے اللہ کے رسول ﷺ غسل جنابت کس طرح کیا جائے۔ جسم کے کس حصہ پانی سے دھونا شروع کیا جائے۔ تو اس کے جواب میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَتْ مَيْمُونَةُ :وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاءً لِلْغُسْلِ، فَغَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، ثُمَّ أَفْرَغَ عَلَى شِمَالِهِ فَغَسَلَ مَذَاكِيرَهُ، ثُمَّ مَسَحَ يَدَهُ بِالْأَرْضِ، ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ، ثُمَّ أَفَاضَ عَلَى جَسَدِهِ، ثُمَّ تَحَوَّلَ مِنْ مَكَانِهِ فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ۔[1]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہمانے فرمایا کہ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہانے فرمایا کہ میں نے غسل جنابت کا طریقہ جاننے کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے غسل جنابت کا پانی رکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ دو مرتبہ یا تین مرتبہ دھوئے۔ پھر پانی اپنے بائیں ہاتھ میں لے کر اپنی شرمگاہ کو دھویا۔ پھر زمین پر ہاتھ رگڑا۔ اس کے بعد کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور اپنے چہرے اور ہاتھوں کو دھویا۔ پھر اپنے سارے بدن پر پانی بہالیا اور اپنی جگہ سے ہٹ کر دونوں پاؤں دھوئے۔

حدیث اور عصری اطلاق:

1۔ اس حدیث میں کچھ پہلو وضاحت طلب ہیں۔ مختلف احادیث کے ملانے سے واضح ہو جاتا ہے کہ غسل کرنے سے پہلے آپ ہاتھ دھوتے۔ اس میں تعداد کا ذکر نہیں کہ کتنی بار دھوتے۔ ام المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں دو یا تین بار دھونے کا ذکر ہے، پھر آپ اپنی شرمگاہ کو دھوتے، پھر ہاتھ مٹی پر مار کر ہاتھ پاک کرتے، پھر اسی طرح وضو کرتے جس طرح نماز کے لیے وضو کیا جاتا ہے۔ پھر تین مرتبہ سر کے بالوں کا خلال کرتے۔ پہلے سر کے دائیں جانب پانی کی تری جڑوں تک پہنچاتے، پھر بائیں طرف اسی طرح کرتے، پھر سارے جسم پر پانی بہاتے اور آخر میں پاؤں دھوتے۔

2۔ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے کہ پھر فارغ ہو کر ایک طرف ہو جاتے اور دونوں پاؤں دھوتے۔

3۔ اسی غسل میں کیے گئے وضو سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی دو سنتیں اور نماز فجر کے فرض ادا فرماتے، گویا دوبارہ وضو کرنے کی ضرورت وحاجت نہیں، بشرطیکہ وضو کے بعد ہاتھ شرمگاہ کو نہ لگا ہو۔

4۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وضو اور غسل کے بعد چہرے، ہاتھوں اور باقی بدن پر پانی کے اثرات کو تولیے یا رومال وغیرہ سے صاف کرنا ضروری نہیں، البتہ جائز ہے کیونکہ بعض روایات میں کپڑے سے پانی خشک کرنے کا ذکر بھی آیا ہے۔

5۔ وضو کے پانی کو ہاتھ سے جھاڑنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں اور جس روایت میں ہاتھ سے پانی جھاڑنے کی ممانعت آئی ہے وہ حدیث ضعیف ہے۔ صحیح حدیث کی موجودگی میں ضعیف کی کوئی وقعت وحیثیت نہیں۔[2]

مولانا داود راز اس حدیث کے تحت مسائل ذکر کرتے ہیں غسل میں ایک ہی بار سارے بدن پر پانی ڈالنا یعنی غسل میں ایک ہی بار سارے بدن پر پانی ڈالنا کافی ہے۔ گو باب کی حدیث میں ایک بار کی صراحت نہیں، مطلق پانی بہانے کا ذکر ہے جو ایک ہی بار پر محمول ہو گا اسی سے ترجمہ باب نکلا۔[3]

سنن ابی داود میں بھی یہ روایت موجود ہے

حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ، عَنْ خَالَتِهِ مَيْمُونَةَ، قَالَتْ: وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُسْلًا يَغْتَسِلُ بِهِ مِنَ الْجَنَابَةِ، فَأَكْفَأَ الْإِنَاءَ عَلَى يَدِهِ الْيُمْنَى فَغَسَلَهَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، ثُمَّ صَبَّ عَلَى فَرْجِهِ فَغَسَلَ فَرْجَهُ بِشِمَالِهِ، ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهِ الْأَرْضَ فَغَسَلَهَا، ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ، ثُمَّ صَبَّ عَلَى رَأْسِهِ وَجَسَدِهِ، ثُمَّ تَنَحَّى نَاحِيَةً فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ، فَنَاوَلْتُهُ الْمِنْدِيلَ فَلَمْ يَأْخُذْهُ وَجَعَلَ يَنْفُضُ الْمَاءَ عَنْ جَسَدِهِ۔[4]

ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے غسل جنابت کا پانی رکھا، تاکہ آپ غسل کر لیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن کو اپنے داہنے ہاتھ پر جھکایا اور اسے دوبار یا تین بار دھویا، پھر اپنی شرمگاہ پر پانی ڈالا، اور بائیں ہاتھ سے اسے دھویا، پھر اپنے ہاتھ کو زمین پر مارا اور اسے دھویا، پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور چہرہ اور دونوں ہاتھ دھوئے، پھر اپنے سر اور جسم پر پانی ڈالا، پھر کچھ ہٹ کر اپنے دونوں پاؤں دھوئے، میں نے بدن پونچھنے کے لیے رومال دیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نہیں لیا، اور پانی اپنے بدن سے جھاڑنے لگے۔

الشیخ عمر فاروق اس حدیث کے تحت مسائل ذکر کرتے ہیں کہ

1۔ غسل جنابت ہو یا عام غسل، مسنون طریقہ یہی ہے جو ان احادیث میں آیا ہے کہ پہلے استنجا اور زیریں جسم دھویا جائے، بعد ازاں وضو کر کے باقی جسم پر پانی بہایا جائے۔ اس وضو میں سر پر مسح کرنے کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل جنابت سے پہلے والے وضو میں سر کے مسح کا ذکر نہیں ملتا، صرف تین مرتبہ سر پر پانی بہانے کا ذکر ہے۔ اسی لیے امام نسائی رحمہ اللہ نے باب باندھا

ہے "غسل جنابت سے پہلے وضو میں سر کے مسح کا چھوڑ دینا۔" اس باب کے تحت حدیث میں وضو کا ذکر کرتے ہوئے کہا گیا ہے۔ "یہاں تک کہ جب آپ سر پر پہنچے، تو اس کا مسح نہیں کیا، بلکہ اس پر پانی بہایا۔

2۔ مختلف احادیث میں وضو کا انداز مختلف نقل ہوا ہے۔ بعض میں پاؤں دھونے کے موقع کا بالکل ذکر نہیں ہے۔ بعض میں صراحت ہے کہ غسل سے فراغت کے بعد دھوئے اور بعض میں دو دفعہ کا ذکر ہے۔ پہلی دفعہ میں وضو کے ساتھ اور دوسری دفعہ فراغت کے بعد اور ظاہر ہے کہ سب ہی صورتیں جائز ہیں۔

3۔ غسل کے بعد تولیہ کا استعمال مباح ہے، نہ کرے تو سنت رسول پر عمل کے ثواب کا امیدوار ہونا چاہیے۔

شرمگاہ دھونے کے بعد زمین پر ہاتھ ملنے کا حکم:

الشیخ عمر فاروق سعدی اس حدیث کے تحت شرمگاہ دھونے کے بعد زمین پر ہاتھ ملنے کے مسائل ذکر کرتے ہیں کہ

1۔ اگرچہ استنجا کرنے سے شرم گاہ کے ساتھ ساتھ ہاتھ بھی صاف ہو جاتا ہے مگر چونکہ ہاتھ افضل جزو ہے۔ نماز، قرأت قرآن اور کھانے پکانے وغیرہ میں استعمال ہوتا ہے، لہٰذا اس کی خصوصی صفائی کرنی چاہیے، یعنی اسے مٹی یا صابن وغیرہ سے مل کر اچھی طرح دھویا جائے۔

2۔ مٹی نجاست کی بو اور چکناہٹ وغیرہ کو ختم کرتی ہے، اس لیے استنجا کے بعد ہاتھ کو مٹی سے ملنا چاہیے۔ آج کل صابن یہی کام کر سکتا ہے۔[5]

غسل کی جگہ سے ہٹ کر دونوں پاؤں دھونے کا حکم۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ میری خالہ ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے غسل جنابت کا پانی لا کر رکھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو یا تین بار اپنے دونوں پہونچے دھوئے، پھر اپنا داہنا ہاتھ برتن میں داخل کیا تو اس سے اپنی شرمگاہ پر پانی ڈالا، پھر اسے اپنے بائیں ہاتھ سے دھویا، پھر اپنے بائیں ہاتھ کو زمین پر مارا اور اسے زور سے ملا، پھر اپنی نماز کے وضو کی طرح وضو کیا، پھر اپنے سر پر تین لپ بھر بھر کر ڈالا، پھر اپنے پورے جسم کو دھویا، پھر آپ اپنی جگہ سے الگ ہٹ کر اپنے دونوں پاؤں دھوئے، ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: پھر میں تولیہ لے کر آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے واپس کر دیا۔[6] الشیخ حافظ محمد امین اس حدیث میں پاؤں کا غسل کی جگہ سے ہٹ کر دھونے کے مسائل ذکر کرتے ہیں

1۔ مٹی پر ہاتھ رگڑنا بدبو اور لیس کو ختم کرتا ہے اور آلودگی سے وسوسے کو بھی دور کر دیتا ہے، لہٰذا استنجے کے بعد یہ مستحب ہے۔

2۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں فرش کچے ہوتے تھے، لہٰذا غسل کا پانی پاؤں میں جمع ہو جاتا تھا۔ اسی جگہ پاؤں دھونے میں کوئی فائدہ نہ تھا، لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک طرف ہٹ کر پاؤں دھوتے تھے، البتہ اگر پانی جمع نہ ہوتا ہو تو اسی جگہ پاؤں دھوئے جاسکتے ہیں۔

3۔ غسل یا وضو کے بعد رومال استعمال کیا جاسکتا ہے، اس میں کوئی حرج نہیں۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا رومال پیش کرنا، اس کے جواز کی دلیل ہے کہ آپ کے گھر میں رومال تھا۔ باقی رہا آپ کا واپس کرنا تو وہ کسی اور وجہ سے ہوگا، مثلاً: آپ چاہتے ہوں گے کہ پانی کچھ دیر جسم پر رہے تاکہ ٹھنڈک محسوس ہو، وغیرہ۔

4۔ رومال پانی کے ساتھ ساتھ میل کچیل کو بھی اچھی طرح صاف کر دیتا ہے اور یہی غسل سے مطلوب ہے، نیز غسل کے بعد پانی کا جسم پر رہنا شرعاً مطلوب نہیں اور یہ رہ بھی نہیں سکتا، ہوا یا کپڑوں سے جلد یا بدیر خشک ہو ہی جائے گا۔

5۔ جو شخص ٹب وغیرہ سے چلو بھر کر پانی لینا چاہے، اسے چاہیے کہ اپنی ہتھیلیاں پہلے دھولے تاکہ پانی آلودہ نہ ہو۔

6۔ شرم گاہ دھونے کے لیے دائیں ہاتھ سے بائیں پر پانی ڈالنا چاہیے۔[7]

حیض کے غسل کے طریقہ کا بیان۔

اسی طرح حیض کے غسل کے معاملے میں بھی ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: اللہ کے رسول! میں طہارت کے وقت کیسے غسل کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا” :تم مشک کا ایک پھاہا لو، اور اس سے پاکی حاصل کرو“، اس نے کہا: میں اس سے کیسے پاکی حاصل کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا” :اس سے پاکی حاصل کرو“، اس نے)پھر (عرض کیا: میں اس سے کیسے پاکی حاصل کروں؟ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سبحان اللہ کہا، اور اس سے اپنا رخ مبارک پھیر لیا، عائشہ رضی اللہ عنہا اس بات کو سمجھ گئیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بتانا چاہ رہے تھے، آپ کہتی ہیں: تو میں نے اسے پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لیا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو چاہ رہے تھے اسے بتایا۔

حیض کا غسل کیسے کیا جائے:

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ایک عورت نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حیض کے غسل کے متعلق پوچھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بتایا کہ وہ کیسے غسل کرے، پھر فرمایا) : غسل کے بعد” (مشک لگا ہوا)روئی کا (ایک پھاہا لے کر اس سے طہارت حاصل کرو“،)عورت بولی (اس سے کیسے طہارت حاصل

کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح پردہ کر لیا)یعنی شرم سے اپنے منہ پر ہاتھ کی آڑ کر لی (پھر فرمایا" : سبحان اللہ! اس سے پاکی حاصل کرو"، ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: تو میں نے عورت کو پکڑ کر کھینچ لیا، اور)چپکے سے اس کے کان میں (کہا: اسے خون کے نشان پر پھیرو)۔

اگر کوئی عورت حج وعمرہ کے دوران حائضہ ہو جائے تو اسکا حکم:

سوال: اگر کوئی عورت حج وعمرہ کے دوران حائضہ ہو جائے تو اس کے لیے کیا حکم ہو گا اس سے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا فرماتی ہیں کہ میں (عرفہ) حج کے دوران حائضہ ہو گئی تو میں عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میں حائضہ ہو گئی ہوں تو اب کیا کروں۔ تو صحابیہ کا سوال سن کر نبی کریم ﷺ نے جو جواب دیا وہ حضرت عائشہ خود درج ذیل حدیث مین بیان کرتی ہیں

أَنَّ عَائِشَةَ، قَالَتْ: أَهْلَلْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ، فَكُنْتُ مِمَّنْ تَمَتَّعَ وَلَمْ يَسُقْ الْهَدْيَ، فَزَعَمَتْ أَنَّهَا حَاضَتْ وَلَمْ تَطْهُرْ حَتَّى دَخَلَتْ لَيْلَةُ عَرَفَةَ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَذِهِ لَيْلَةُ عَرَفَةَ وَإِنَّمَا كُنْتُ تَمَتَّعْتُ بِعُمْرَةٍ؟ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: انْقُضِي رَأْسَكِ وَامْتَشِطِي وَأَمْسِكِي عَنْ عُمْرَتِكِ فَفَعَلْتُ، فَلَمَّا قَضَيْتُ الْحَجَّ أَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ لَيْلَةَ الْحَصْبَةِ فَأَعْمَرَنِي مِنَ التَّنْعِيمِ مَكَانَ عُمْرَتِي الَّتِي نَسَكْتُ۔[8]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتلایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع کیا، میں تمتع کرنے والوں میں تھی اور ہدی)یعنی قربانی کا جانور (اپنے ساتھ نہیں لے گئی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے متعلق بتایا کہ پھر وہ حائضہ ہو گئیں اور عرفہ کی رات آ گئی اور ابھی تک وہ پاک نہیں ہوئی تھیں۔ اس لیے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ! آج عرفہ کی رات ہے اور میں عمرہ کی نیت کر چکی ہوں تو اب میں کیا کروں تو اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے سر کو کھول دو اور کنگھا کر لو اور عمرہ کو چھوڑ دو۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ پھر میں نے حج پورا کیا۔ اور لیلۃ الحصبہ میں عبدالرحمٰن بن ابو بکر کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا۔ وہ مجھے اس عمرہ کے بدلہ میں جس کی نیت میں نے کی تھی تنعیم سے)دوسرا (عمرہ کرالائے۔

تمتع اسے کہتے ہیں کہ آدمی میقات پر پہنچ کر صرف عمرہ کا احرام باندھے پھر مکہ پہنچ کر عمرہ کر کے احرام کھول دے۔ اس کے بعد آٹھویں ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھے۔ ترجمہ الباب اس طرح نکلا کہ جب احرام کے غسل کے لیے کنگھی کرنا مشروع ہوا تو حیض کے غسل کے لیے بطریق اولیٰ ہو گا۔ تنعیم مکہ سے تین میل دور حرم سے قریب ہے۔ روایت میں لیلۃ الحصبۃ کا تذکرہ ہے اس سے مراد وہ رات ہے جس میں منیٰ سے حج سے فارغ ہو کر لوٹتے ہیں اور وادی محصب میں آکر ٹھہرتے ہیں، یہ ذی الحجہ کی تیرہویں یا چودھویں شب ہوتی ہے، اسی کو لیلۃ الحصبہ کہتے

ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اور دیگر شارحین نے مقصد ترجمہ کے سلسلہ میں کہا ہے کہ آیا حائضہ حج کا احرام باندھ سکتی ہے یا نہیں، پھر روایت سے اس کا جواز ثابت کیا ہے۔ گو یہ بھی درست ہے مگر ظاہری الفاظ سے معنی یہ ہیں کہ حائضہ کس حالت کے ساتھ احرام باندھے یعنی غسل کر کے احرام باندھے یا بغیر غسل ہی، سو دوسری روایت میں غسل کا ذکر موجود ہے اگرچہ پاکی حاصل نہ ہو گی، مگر غسل احرام سنت ہے۔ اس پر عمل ہو جائے گا۔[9]

مولانا مبارک پوری قدس سرہ فرماتے ہیں:

تمسك البخاري ومن قال بالجواز غيره كالطبري و ابن المنذر وداود بعموم حديث كان يذكر الله على كل احيانه لان الذكر اعم ان يكون بالقرآن اوبغيره الخ۔[10]

یعنی امام بخاری رحمہ اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے علاوہ دیگر مجوزین نے حدیث یذکر اللہ علی کل احیانہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر حال میں اللہ کا ذکر فرماتے تھے (سے استدلال کیا ہے۔ اس لیے کہ ذکر میں تلاوت قرآن بھی داخل ہے۔ مگر جمہور کا مذہب مختار یہی ہے کہ جنبی اور حائضہ کو قرات قرآن جائز نہیں۔ صاحب ایضاح البخاری فرماتے ہیں کہ "درحقیقت ان اختلافات کا بنیادی منشاء اسلام کا وہ توسع ہے جس کے لیے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات میں بھی فرمایا تھا اور ایسے ہی اختلافات کے متعلق آپ نے خوش ہو کر پیشین گوئی کی تھی کہ میری امت کا اختلاف باعث رحمت ہو گا۔[11] امت کا اختلاف باعث رحمت ہونے کی حدیث صحیح نہیں۔[12] حائضہ بیت اللہ کے طواف کے علاوہ حج کے باقی ارکان پورا کرے گی

قَالَ: لَعَلَّكِ نُفِسْتِ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: فَإِنَّ ذَلِكِ شَيْءٌ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ، فَافْعَلِي مَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ حَتَّى تَطْهُرِي۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاید تمہیں حیض آگیا ہے۔ میں نے کہا جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ چیز تو اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں کے لیے مقرر کر دی ہے۔ اس لیے تم جب تک پاک نہ ہو جاؤ طواف بیت اللہ کے علاوہ حاجیوں کی طرح تمام کام انجام دو۔

باب اور حدیث میں مناسبت:

باب دلالت کرتا ہے کہ حائضہ عورت حالت حج میں تمام ارکان کو پورا کرے سوائے نماز اور طواف کے، امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ مراد بھی سمجھ میں آتی ہے کہ حائضہ قرآن کی تلاوت کر سکتی ہے، حدیث میں امام بخاری رحمہ اللہ نے دلیل کے طور پر ہرقل کی دلیل پیش کی جس میں آپ علیہ السلام نے قرآن مجید کی آیت لکھ کر ان کو بھیجی لازماً ہرقل کے بادشاہ نے اسے پڑھا اور وہ کفر کی حالت اور ناپاکی کی حالت میں تھا اس سے امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ ثابت کیا کہ کفر اور شرک کی نجاست کے باوجود اسے قرآن کی آیت لکھ کر بھیجیں اس کے برعکس مومنہ

حالت حیض میں اگرچہ ظاہری ناپاکی میں ہے مگر کفر اور شرک کی ناپاکی سے بطریق اولیٰ کم ہے کیوں کہ وہاں ناپاکی ایمان نہ ہونے کہ وجہ سے ہے اور یہ ناپاکی عورت کی جسمانی ناپاکی ہو گی تو لہٰذا اس حالت میں بطریق اولیٰ قرآن پڑھنا درست ہو گا۔ علامہ ابن المنیر رحمہ اللہ نے اس حدیث سے جنبی کی تلاوت کا بھی استدلال کیا ہے اور وہ فرماتے ہیں کہ حیض حدث اکبر ہے جنابت سے، لہٰذا جب حیض کی حالت میں قرآن پڑھنا درست ٹھہرا تو کیوں کر حالت جنابت جو کہ حدث اصغر ہے اس میں قرآن پڑھنا درست نہ ٹھہرا۔[13] ان تمام احادیث اور آثار کو جو امام بخاری رحمہ اللہ نے پیش فرمایا ہے یہی مقصود ہے کہ جنبی اور حالت حیض والی عورت قرآن مجید پڑھ سکتی ہے ان کو پڑھنے میں کوئی چیز مانع نہیں رکھتی کیوں کہ ہرقل بادشاہ کافر و مشرک تھا اور وہ جنبی کے حکم میں ہے جب اس کو قرآن لکھ کر بھیجا گیا اور اس کا قرآن پڑھنا درست ٹھہرا تو حائضہ اور جنبی کا بھی قرآن پڑھنا درست ٹھہرا۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قیل مقصود البخاري ذكر في هذا الباب من الاحاديث والاثار ان الحيض وما في معناه من الجنابة لا ينافي جميع العبادات۔[14]

مقصود امام بخاری رحمہ اللہ کا ان تمام احادیث اور آثار سے یہ ہے کہ عورت کا حالت حیض میں اور جنبی کو حالت جنابت میں قرآن اور ذکر کرنا سب جائز ہے۔ لہٰذا امام بخاری رحمہ اللہ کا باب قائم فرمانا کہ حائضہ تمام کام کرے حج میں سوائے طواف کے اور احادیث پیش کرنا کہ ہرقل نے قرآن کی آیت پڑھی مناسبت ہم نے بیان کیا کہ ہرقل جنابت کے حکم میں ہے جب وہ تلاوت کر سکتا ہے تو حائضہ کیوں کر نہیں۔ علامہ کرمانی نے ایک اور بھی تطبیق پیش کی ہے کہ عورت کا حیض ہر ماہ آتا ہے اگر وہ قرآن نہ پڑھے گی تو بھول جائے گی۔[15] امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد یہ بیان کرنا ہے کہ حائضہ اور جنبی کے لئے قرآن کریم کی تلاوت کی اجازت ہے۔ شیخ عبد الرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اعلم ان البخاري عقد باباً في صحيحه يدل على انه قائل بجواز قراءة القرآن للجنب والحائضة۔[16]

جان لو امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں جو باب قائم فرمایا وہ اس مسئلہ پر دلالت ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ قائل ہیں جواز کے کہ جنبی اور حائضہ قرآن کریم کی قرأت کر سکتے ہیں۔"

امام بخاری رحمہ اللہ کی نظر میں کوئی ایسی صحیح روایت نہیں جس میں جنبی اور حائضہ کو قرأت سے روکا گیا ہو۔ گو اس سلسلے میں متعدد روایات ہیں اور بعض کی کئی محدثین نے تصحیح بھی کی ہے۔ لیکن صحیح یہی ہے کہ کوئی صحیح روایت اس سلسلے میں نہیں ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کی نظر میں کوئی روایت درجہ صحت تک نہیں پہنچتی۔ اس لئے

انہوں نے جنبی اور حائضہ کے لئے قرأت قرآن کو جائز رکھا۔ ائمہ فقہاء میں سے امام مالک رحمہ اللہ سے دو روایات ہیں۔ جو حائضہ اور نفاس والی خواتین کو قرآن پڑھنے سے روکتی ہیں مگر وہ روایات پایہ ثبوت تک نہیں پہنچتی پہلی روایت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ۔

عن ابن عمر رضي الله عنهما عن النبی صلی الله عليه وسلم لا يقرأ الجنب ولا الحائض شيئا من القرآن۔[17]

اس کی سند میں اسماعیل بن عیاش ہے اور وہ ضعیف ہے خصوصاً جب کہ وہ حجازیوں سے روایت کرے اور یہ روایت ان میں سے ہے۔

ایک اور روایت ہے:

لا تقرا الحائض ولا نفساء من القرآن شيئا۔[18]

یعنی حائضہ اور نفاس والی قرآن سے کچھ نہ پڑھے اس کی سند میں محمد بن الفضیل ہے جو کہ متروک ہے اور اس کی طرف وضع کرنے کا حکم ہے۔ امام بیہقی فرماتے ہیں: هَذَا الْأَثَرُ لَيْسَ بِقوِي، لہٰذا حائضہ اور نفساء کے قرآن نہ پڑھنے کے بارے میں کوئی صریح دلیل نہیں ہے۔ اسی لیے امام شوکانی رحمہ اللہ نے فرمایا: والحديث هذا والذي بعده لا يصلحان للاحتجاج بهما على ذالك۔[19]

ابن عمر اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم کے روایات صحت کے اعتبار سے اس لائق نہیں کہ ان سے احتجاج اخذ کیا جائے۔ لہٰذا حائضہ اور نفساء اگر لمبے عرصے تک قرآن نہیں پڑھیں گی تو وہ بھول جائیں گے۔ ممکن ہے کہ یہ سبب بھی ہو کہ ان کی ممانعت کے لیے کوئی صحیح حکم کسی حدیث سے ثابت نہیں اور جہاں تک تعلق ہے جنبی کا تو اس وقت انتہائی مختصر ہے جیسے ہی اس نے غسل کیا وہ پاک ہو گیا جنبی کے بارے میں قرآن کی تلاوت نہ کرنے کی حدیث مسند ابی یعلی الموصلی میں موجود ہے جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جنبی قرآن نہ پڑھے۔

غسل کرتے وقت بال کھولنے کا حکم:

سوال: کیا عورت غسل کے دوران اپنے بال کھول سکتی ہے: صحابیہ کا سوال سر کے بال کھولنے کے بارے میں عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میں ایسی عورت ہوں جو سر کے بالوں کی چوٹی بناتی ہوں غسل کرتے وقت بالوں کو کیا کروں۔ صحابیہ کے سوال پر نبی کریم ﷺ کا جواب:

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ، وَإِسْحَاق بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ ، وَعَمْرٌو النَّاقِدُ ، كُلُّهُمْ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ ، قَالَ إِسْحَاق، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَافِعٍ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ ، قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي امْرَأَةٌ

أَشُدُّ ضَفْرَ رَأْسِي، فَأَنْقُضُهُ لِغُسْلِ الْجَنَابَةِ؟ قَالَ: لَا، إِنَّمَا يَكْفِيكِ أَنْ تَحْثِي عَلَى رَأْسِكِ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ، ثُمَّ تُفِيضِينَ عَلَيْكِ الْمَاءَ فَتَطْهُرِينَ۔[20]

سفیان بن عیینہ نے ایوب بن موسیٰ سے، انہوں نے سعید بن ابی سعید مقبری سے، انہوں نے حضرت ام سلمہؓ کے مولیٰ عبد اللہ بن ابی رافع سے اور انہوں نے حضرت ام سلمہؓ کے مولیٰ عبد اللہ بن ابی رافع سے اور انہوں نے حضرت ام سلمہؓ سے روایت کی، انہوں نے کہا: میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں ایک ایسی عورت ہوں کہ کس کر سر کے بالوں کی چوٹی بناتی ہوں تو کیا غسل جنابت کے لیے اس کو کھولوں؟ آپ نے فرمایا" : نہیں، تمہیں بس اتنا ہی کافی ہے کہ اپنے سر پر تین چلو پانی ڈالو، پھر اپنے آپ پر پانی بہالو تم پاک ہو جاؤں گی۔

غسل جنابت میں عورت کے لیے سر کے بال کھولنے کا حکم:

علامہ صفی الرحمن مبارک پوری فرماتےہیں وعن ام سلمة رضي الله تعالى عنها قالت: قلت: يا رسول الله! إني امراة اشد شعر راسي، افانقضه لغسل الجنابة؟ وفي رواية: والحيضة؟ قال: لا إنما يكفيك ان تحثي على راسك ثلاث حثيات۔[21]

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اپنے سر کے بال)یعنی مینڈھیوں کی شکل میں (باندھ لیتی ہوں۔ کیا غسل جنابت کے موقع پر ان کو کھولوں؟ اور ایک روایت میں حیض سے فارغ ہو کر غسل کے وقت کے الفاظ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نہیں)کھولنے کے ضرورت نہیں (بس تیرے لئے یہی کافی ہے کہ تو اپنے سر پر تین چلو پانی بہادیا کر۔

لغوی تشریح:

أَشُدُّ، شَدَّ يَشُدُّ، سے واحد متکلم کا صیغہ ہے۔ اس کے معنی ہیں: مضبوطی کے ساتھ باندھنا۔ تَحْثِي، تو انڈیل، توڈال۔ نصبی حالت کی وجہ سے نون اعرابی گر گیا ہے۔ تَحْثِي، کی "یا "ساکن رہے گی۔ حَثَيَاتٍ، حَفَنَاتٍ، کے معنی میں ہے۔ پانی سے بھرے ہوئے دونوں ہاتھوں کے چلو۔[22]

فوائد و مسائل:

1۔ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ جسے جنابت لاحق ہو جائے اس کے لیے غسل کرتے وقت بالوں کا کھولنا ضروری نہیں، البتہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے، جسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے، کہ آپ نے بالوں کو کھولنے کا حکم فرمایا۔[23]

مگر یہ دونوں روایتیں باہم متعارض نہیں کیونکہ بال کھولنے کا حکم اس وقت ہے جب عورت حیض سے غسل کرے، لیکن غسل جنابت میں عورت پر واجب نہیں کہ وہ سر کے بال کھولے، بلکہ صرف بالوں کی جڑ یا سر کی جڑ یا سر کا چمڑا تر ہونا چاہئے، سارے بال تر ہونا ضروری نہیں۔

2۔ صحیح مسلم اور مسند أحمد میں ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو کسی ذریعے سے اطلاع ملی کی سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ عورتوں کو غسل جنابت وحیض کے وقت سر کے بال کھولنے کا حکم دیتے ہیں۔اس پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ابن عمرو پر تعجب ہے کہ وہ غسل کے وقت عورتوں کو بال کھولنے کا حکم دیتے ہیں تو وہ ان کو سر منڈوانے کا حکم کیوں نہیں دیتے۔)اس سے تو بہتر ہے کہ وہ عورتوں کو سر منڈوانے کا حکم ہی دے دیں۔ (میں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی ٹب نما برتن میں غسل کر لیا کرتے تھے اور میں سر پر صرف تین بار پانی ڈال لیتی تھی۔اور)غسل جنابت میں (سر کے بال کھولنے کی ضرورت نہیں سمجھتی تھی۔[24]

کیا عورت غسل کے وقت اپنے بال کھولے:

الشیخ ڈاکٹر عبد الرحمن بیان کرتے ہیں کہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میں اپنے سر کی چوٹی مضبوطی سے باندھنے والی عورت ہوں۔کیا غسل جنابت کے لیے اسے کھولا کروں؟ آپ نے فرمایا” :تمہاری سر پر تین لپ پانی ڈال لیناہی کافی ہے۔پھر پورے بدن پر پانی بہادو تو پاک ہو گئی، یا فرمایا: جب تم ایسا کر لے تو پاک ہو گئی۔[25] یہی جمہور کا مذہب ہے کہ عورت خواہ جنابت کا غسل کر رہی ہو یا حیض سے پاکی کا کسی میں بھی اس کے لیے بال کھولنا ضروری نہیں لیکن حسن بصری اور طاؤس نے ان دونوں میں تفریق کی ہے، یہ کہتے ہیں کہ جنابت کے غسل میں تو ضروری نہیں لیکن حیض کے غسل میں ضروری ہے۔اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کو جس میں رسول اللہ ﷺ نے ان سے) اُنقُضِي رَ اْسَکِ وَامْتَشِطِي ((فرمایا ہے جمہور نے استحباب پر محمول کیا ہے۔

حائضہ کا غسل کرنے کے بعد مشک لگا روئی کا ٹکڑا خون کی جگہ میں استعمال کرنے کا حکم:

سوال: کیا عورت اپنے خون کو مشک کے کپڑے ساتھ صاف کر سکتی ہے؟ صحابیہ کا اپنا حیض کا خون مشک یا کسی ٹکڑے سے صاف کرنے لیے نبی کریم ﷺ سے عرض کرنا کہ میں کیا کسی مشک کپڑے یا کسی کپڑے سے خون کو صاف کر سکتی ہوں۔صحابیہ کے سوال پر نبی کریم ﷺ نے جواب دیا

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ النَّاقِدُ ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ جَمِيعًا، عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ ، قَالَ عَمْرٌو، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ مَنْصُورِ ابْنِ صَفِيَّةَ ، عَنْ أُمِّهِ ،عَنْ عَائِشَةَ ، قَالَتْ: سَأَلَتِ امْرَأَةٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَيْفَ تَغْتَسِلُ مِنَ حَيْضَتِهَا؟ قَالَ: فَذَكَرَتْ أَنَّهُ عَلَّمَهَا كَيْفَ تَغْتَسِلُ، ثُمَّ تَأْخُذُ فِرْصَةً مِنْ مِسْكٍ فَتَطَهَّرُ بِهَا، قَالَتْ: كَيْفَ أَتَطَهَّرُ بِهَا؟ قَالَ: تَطَهَّرِي بِهَا سُبْحَانَ اللَّهِ، وَاسْتَتَرَ ، وَأَشَارَ لَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ بِيَدِهِ عَلَى وَجْهِهِ، قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: وَاجْتَذَبْتُهَا إِلَيَّ، وَعَرَفْتُ مَا أَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: تَتَبَّعِي بِهَا أَثَرَ الدَّمِ، وَقَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ فِي رِوَايَتِهِ: فَقُلْتُ: تَتَبَّعِي بِهَا آثَارَ الدَّمِ۔[26]

عمرو بن محمد ناقد اور ابن ابی عمر نے سفیان بن عیینہ سے حدیث بیان کی، عمرو نے کہا: ہمیں سفیان بن عیینہ نے منصور بن صفیہ سے، انہوں نے اپنی والدہ)صفیہ بنت شیبہ (سے، انہوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی، انہوں نے کہا: ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: وہ غسل حیض کیسے کرے؟ کہا: پھر عائشہؓ نے بتایا کہ آپ نے اسے غسل کا طریقہ سکھایا)اور فرمایا (پھر وہ کستوری سے)معطر (کپڑے کا ایک ٹکڑا لے کر اس سے پاکیزگی حاصل کرے۔ عورت نے کہا: میں اس سے کیسے پاکیزگی حاصل کروں؟ آپ نے فرمایا " :سبحان اللہ! اس سے پاکیزگی حاصل کرو۔ "اور آپ نے)حیا سے (چہرہ چھپا کر دکھایا۔ صفیہ نے کہا: عائشہؓ نے فرمایا: میں نے اس عورت کو اپنی طرف کھینچ لیا اور میں سمجھ گئی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا)کہنا (چاہتے ہیں تو میں نے کہا: اس معطر ٹکڑے سے خون کے نشان صاف کرو۔ ابن ابی عمرو نے اپنی روایت میں کہا: اس کو مل کر خون کے نشانات پر لگا کر صاف کرو۔

عصری اطلاق:

حیض سے پاک ہونے کے بعد عورت کو اپنے بدن کو نہاتے وقت ملنا چاہیے

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنْ غُسْلِهَا مِنَ الْمَحِيضِ؟ فَأَمَرَهَا كَيْفَ تَغْتَسِلُ، قَالَ: " خُذِي فِرْصَةً مِنْ مَسْكٍ فَتَطَهَّرِي بِهَا، قَالَتْ: كَيْفَ أَتَطَهَّرُ؟ قَالَ: تَطَهَّرِي بِهَا، قَالَتْ: كَيْفَ؟ قَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ تَطَهَّرِي، فَاجْتَبَذْتُهَا إِلَيَّ، فَقُلْتُ: تَتَبَّعِي بِهَا أَثَرَ الدَّمِ۔[27]

وہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک انصاریہ عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میں حیض کا غسل کیسے کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشک میں بسا ہوا کپڑا لے کر اس سے پاکی حاصل کر۔ اس نے پوچھا۔ اس سے کس طرح پاکی حاصل کروں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس سے پاکی حاصل کر۔ اس نے دوبارہ پوچھا کہ کس طرح؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سبحان اللہ! پاکی حاصل کر۔ پھر میں نے اسے اپنی طرف کھینچ لیا اور کہا کہ اسے خون لگی ہوئی جگہوں پر پھیر لیا کر۔

دلائل شرعیہ سے احکام کا نکالا جانا اور دلالت کے معنی اور اس کی تفسیر کیا حکم:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَيْضِ كَيْفَ تَغْتَسِلُ مِنْهُ؟، قَالَ: تَأْخُذِينَ فِرْصَةً مُمَسَّكَةً، فَتَوَضَّئِينَ بِهَا، قَالَتْ: كَيْفَ أَتَوَضَّأُ بِهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَوَضَّئِي، قَالَتْ: كَيْفَ أَتَوَضَّأُ بِهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَوَضَّئِينَ بِهَا، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَعَرَفْتُ الَّذِي يُرِيدُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَذَبْتُهَا إِلَيَّ فَعَلَّمْتُهَا۔[28]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک خاتون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا)دوسری سند (امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا اور ہم سے محمد نے بیان کیا یعنی ابن عقبہ نے، کہا ہم سے فضیل بن سلیمان النمیری نے بیان کیا، کہا ہم سے منصور بن عبد الرحمٰن بن شیبہ نے بیان کیا، ان سے ان کی والدہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حیض کے متعلق پوچھا کہ اس سے غسل کس طرح کیا جائے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشک لگا ہوا ایک کپڑا لے کر اس سے پاکی حاصل کر۔ اس عورت نے پوچھا: یارسول اللہ! میں اس سے پاکی کس طرح حاصل کروں گی؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے پاکی حاصل کرو۔ انہوں نے پھر پوچھا کہ کس طرح پاکی حاصل کروں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر وہی جواب دیا کہ پاکی حاصل کرو۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا منشا سمجھ گئی اور اس عورت کو میں نے اپنی طرف کھینچ لیا اور انہیں طریقہ بتایا کہ پاکی سے آپ کا مطلب یہ ہے کہ اس کپڑے کو خون کے مقاموں پر پھیر تا کہ خون کی بدبو رفع ہو جائے۔

باب اور حدیث میں مناسبت:

امام بخاری رحمہ اللہ نے باب کے ذریعے کئی اہم مسائل کی طرف اشارہ فرمایا ہے، چنانچہ عبد الحق الہاشمی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: ھذا الباب متعلق بتعلیم طریقۃ الإجتھاد، و قد تکون معرفۃ الأحکام من عموم النص، و دلالۃ النص، وغیرھا من أنواع الدلائیل المذکورۃ فی أصول الفقۃ۔[29]

یہ باب طریقہ اجتہاد کی تعلیم پر مبنی ہے تا کہ احکام کی معرفت عموم نص سے، دلالۃ النص سے اور اس کے سوا دیگر دلائل کی انواع سے حاصل ہوں، جو اصول فقہ میں مذکور ہیں۔ محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ باب کتاب الاعتصام میں اس غرض سے قائم فرمایا اور اسی طرح سے مختلف قسم کے ابواب باندھے تا کہ ان ابواب کے ذریعہ دو ضروری چیزوں کی طرف اشارہ ہو جائے اہل اصول کو، اول یہ کہ اصول شریعہ

چار اقسام پر ہیں، الکتاب، والسنۃ، والإجماع، والقیاس اور دوسرا اصول یہ ہے کہ عبارۃ النص، إشارۃ النص اور اس کا اقتضاء کی طرف اشارہ ہو، چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

أن الإمام البخاري قد أشار فی كتاب الاعتصام بتراجم عديدة إلى مسائل الأصول كما ترى، فهكذا أشار لهذه الترجمة إلى أمرين قد نبه عليهما أصحاب الأصول، الأول: ما قالوا ان أصول الشرع أربعة: الكتاب، و السنة، و الاجماع، و القياس، وأشار إلى هذه الأربعة بقوله: التى تعرف بالدلائل ..... و الأمر الثاني، هو ما ذكروه من تقسيم الاستدلال من الكتاب و السنة إلى أقسام عديدة معروفة عندهم من عبارة النص، و إشارته و دلالته و اقتضائه، فأشار إلى هذا الأمر الثاني بقوله، و كيف معنى الدلالة۔[30]

ان معلومات سے واضح ہوا کہ باب کے ذریعے امام بخاری رحمہ اللہ کی کئی ایک اغراض ہیں، جنہیں آپ رحمہ اللہ نے تحت الباب احادیث کے ذریعے حل فرمائے ہیں لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ عرض بھی کرتے چلیں کہ محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ نے حجت شرعیہ کو چار چیزوں میں تقسیم کیا ہے جس کا ذکر سابقہ سطروں میں گزرا، تین چیزیں: کتاب وسنت اور اجماع، یہ حجت حجت ہیں مگر قیاس شرعی اصولوں کی بناء پر حجت نہیں ہے بلکہ ہم اسے حجت مظہرہ کہہ سکتے ہیں یعنی مجتہد جس میں دین نہیں ہو گا۔ لہٰذا باب اور حدیث میں مناسبت اس جہت سے ہو گی کہ پہلی حدیث جو عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کی ہے اس کی باب سے مناسبت یوں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا بدلالت عقل سے سمجھ گئیں کہ کپڑے سے وضو نہیں ہو سکتا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ اس مسئلے پر دال نہیں تھے، لہٰذا لفظ توضأ سے وہ خاتون نے کچھ اور مراد لیا مگر امی عائشہ رضی اللہ عنہا سمجھ گئیں کہ اس سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ہے کہ اس کپڑے کو بدن پر پھیر کر پاکی حاصل کرلے۔

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

و مطابقة الحديث للترجمة فی قوله توضئي بها فإنه وقع بيانه للسائلة بما فهمته عائشة رضي الله عنها و أقرها النبى صلى الله عليه وسلم على ذالك لأن السائلة لم تكن تعرف أن تتبع الدم بالفرصة يسمي توضوا فلما فهمت عائشة غرضه بينت للسائلة ما خفي عليها۔[31]

دوسری حدیث جو ام حفید بنت الحارث ابن حزن سے مروی ہے اس حدیث کی باب سے مناسبت یوں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ساہنہ کو کھا رہے تھے اور لازماً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستر پر حرام چیز کا ہونا ناممکن ہے، لہٰذا اس حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ نے دلالت شرعیہ کی مثال دی کہ جب ساہنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستر خوان پر دوسرے لوگوں نے کھایا تو معلوم ہوا کہ وہ حلال ہے، لہٰذا یہ حدیث باب کے اس جزء » الأحكام التی تعرف بالدلائل « سے مناسبت رکھتی ہے کیونکہ نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے کھانے سے منع نہیں فرمایا اور ساہنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستر پر رکھا گیا، لہٰذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی چیز سے نہ روکنا یہ بھی احکام شرعیہ میں حجت ہیں اور اسی طرح حدیث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا میں انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو سمجھ لیا اور پہچان لیا تو اس حدیث کی مناسبت بھی اسی جہت سے ہو گی، پس یہیں سے باب اور حدیث میں مناسبت ہو گی۔ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ اس مسئلے پر روشنی ڈالتے ہوئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور خلفائے راشدین کے بعد اہل مدینہ کے کیا معاملات تھے، اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اہل مدینہ کا عمل مفتیوں، امراء اور بازاروں پر محتسبین کے حکم کے مطابق تھا، رعیت ان لوگوں کی مخالفت نہیں کر سکتی تھی، پس اگر مفتی فتوی دیتے تو والی اسے نافذ کرتا اور محتسب اس کے مطابق عمل کرتا، اسی طرح وہ فتوی معمول بہ ہو جاتا، لیکن یہ چیز قابل التفات نہیں ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفاء اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے اعمال سنت ہیں، لہٰذا ان دونوں میں سے ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ خلط ملط نہیں کیا جائے گا، پس ہمارے نزدیک اس عمل پر تحکیماً زیادہ شدید ہے اور اس کے مقابلے میں دوسری چیز)متاخرین اہل مدینہ ان کا عمل (اگر خلاف سنت ہو تو ترک کیے جانے کے شدید مستحق ہے۔ نواب صدیق حسن خان بھوپالی رحمہ اللہ اس مسئلے پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: امام مالک رحمہ اللہ اور ان کے متبعین کے برخلاف اہل مدینہ کا عمل بھی کسی صحیح حدیث کے خلاف حجت نہیں ہوتا، کیوں کہ وہ بھی امت میں سے بعض ہیں)یعنی کل نہیں ہیں(، لہٰذا اس بات کا جواز موجود ہے کہ وہ صحیح خبر ان تک نہ پہنچی ہو۔[32] ان تمام گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ کسوٹی صرف سنت نبوی ہی ہو گی، اس کے خلاف اہل مدینہ کا عمل، کوفہ، بصرہ، شام، یمن، مصر، دمشق، بالفرض کوئی بھی معروف یا غیر معروف علمی شہر یا غیر علمی شہر ہو، کسوٹی ہرگز نہیں بن سکتا۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كيف أترك الخبر لأقوال أقوام لو عاصرتهم لما حججتهم بالحديث۔[33]

(میں خبر)یعنی حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم (کو اقوال سے کس طرح ترک کر سکتا ہوں، اگر میں ان لوگوں کے مابین موجود ہوتا تو ان سے حدیث کی حجت پر بحث کرتا۔ بس کسوٹی صرف قرآن و حدیث ہی ہے یہی گفتگو کا حاصل ہے۔[34]

حیض کے غسل کے طریقہ اور اس کا حکم:

الشیخ حافظ محمد امین لکھتے ہیں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: اللہ کے رسول! میں طہارت کے وقت کیسے غسل کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا" : تم مشک کا ایک پھاہالو، اور اس سے پاکی حاصل کرو"، اس نے کہا: میں اس سے کیسے پاکی حاصل کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" :اس سے پاکی حاصل کرو"، اس نے) پھر (عرض کیا: میں اس سے کیسے پاکی حاصل کروں؟ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سبحان اللہ کہا، اور اس سے اپنا رخ مبارک پھیر لیا، عائشہ رضی اللہ عنہا اس بات کو سمجھ گئیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بتانا چاہ رہے تھے، آپ کہتی ہیں: تو میں نے اسے پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لیا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو چاہ رہے تھے اسے بتایا۔[35]

حیض کا غسل کیسے کیا جائے:

الشیخ حافظ محمد امین لکھتے ہیں کہ 1۔ حیض کا خون چونکہ بدبودار ہوتا ہے، اس لیے بہتر ہے کہ غسل کے علاوہ خون والی جگہ کی مزید صفائی کی جائے، مثلاً: خوشبو لگائی جائے تاکہ بدبو زائل ہو جائے۔ اس سنت پر عمل غالباً متروک ہی ہو چکا ہے۔ خواتین کو چاہیے کہ اس سنت کا احیا کریں۔ یقیناً جہاں اس سے صفائی حاصل ہو گی، وہاں ثواب بھی ملے گا۔

2۔ عورتوں سے متعلقہ پوشیدہ مسائل بتاتے ہوئے کنایات کا استعمال مستحب ہے۔

3۔ حاضرین کے لیے صاحب علم کے کلام کی وضاحت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

4۔ مسئلہ دریافت کرنے والوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنا چاہیے۔

5۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صاحب خلق عظیم اور شرم وحیا کے پیکر تھے۔[36]

حیض سے غسل کے طریقے اور کا حکم:

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اسماء رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، پھر آگے اسی مفہوم کی حدیث ہے، اس میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" :مشک لگا ہوا روئی کا پھاہا) لے کر اس سے پاکی حاصل کرو"(، اسماء نے کہا: اس سے میں کیسے پاکی حاصل کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" : سبحان اللہ! اس سے پاکی حاصل کرو"، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کپڑے سے) اپنا چہرہ (چھپا لیا۔ اس حدیث میں اتنا اضافہ ہے کہ اسماء رضی اللہ عنہا نے غسل جنابت کے بارے میں بھی دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" : تم پانی لے لو، پھر اس سے خوب اچھی طرح سے پاکی حاصل کرو، پھر اپنے سر پر پانی ڈالو، پھر اسے اتنا ملو کہ پانی بالوں کی جڑوں میں پہنچ جائے، پھر اپنے اوپر پانی بہاؤ۔ "راوی کہتے ہیں: عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: انصار کی عورتیں کتنی اچھی ہیں انہیں دین کا مسئلہ دریافت کرنے اور اس کو سمجھنے میں حیاء مانع نہیں ہوتی۔

الشیخ عمر فاروق سعیدی لکھتے ہیں کہ

1۔ عورتوں اور مردوں کے غسل کا ایک ہی طریقہ ہے الا یہ عورتوں کو غسل جنابت میں بندھے بال نہ کھولنے کی اجازت ہے، مگر غسل حیض میں ان کو کھولنے کا حکم ہے۔ اسی طرح ان کے لیے خون کی جگہ پر کستوری یا خوشبو کا استعمال کرنا بھی مستحب ہے۔

2۔ بیری کا پانی، خطمی، صابن یا شیمپو کا استعال بھی مباحات میں سے ہے اور عورتوں کے لیے زیادہ افضل ہے۔

3۔ مرد ہو یا عورت ہر ایک کے لیے لازم ہے کہ اہل علم سے مخصوص مخفی مسائل بھی دریافت کیا یا کروایا کریں۔ ان مسائل میں خاموشی بعض اوقات انسان کو حرام میں ڈال سکتی ہے اور اہل علم پر بھی لازم ہے کہ اشارے کنائے کی احسن زبان میں حقائق بیان کرنے سے گریز نہ کیا کریں۔[37]

حائضہ عورت غسل کیسے کرے؟

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اسماء بنت شکل انصاریہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غسل حیض کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" : تم میں سے کوئی عورت بیر کی پتی ملا ہوا پانی لے، پھر وہ طہارت حاصل کرے)یعنی شرمگاہ دھوئے (اور خوب اچھی طرح طہارت کرے یا طہارت میں مبالغہ کرے، پھر اپنے سر پر پانی ڈالے اور اسے خوب اچھی طرح ملے، یہاں تک کہ سر کے سارے بالوں کی جڑوں میں پانی پہنچ جائے، پھر اس پر پانی ڈالے، پھر خوشبو کو) کپڑے یا روئی کے (ایک ٹکڑے میں بھگو کر اس سے)شرمگاہ کی (صفائی کرے اسماء رضی اللہ عنہا نے غسل جنابت کے بارے میں بھی آپ سے پوچھا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" : تم میں سے کوئی عورت پانی لے اور طہارت کرے اور اچھی طرح کرے یا پاکی میں مبالغہ کرے، پھر سر پر پانی ڈالے اور اسے خوب ملے یہاں تک کہ سر کی جڑوں تک پانی پہنچ جائے، پھر اپنے پورے جسم پہ پانی بہائے"۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: انصار کی عورتیں کتنی اچھی ہیں، انہیں دین کی سمجھ حاصل کرنے سے شرم وحیاء نہیں روکتی۔

مولانا عطاء اللہ ساجد لکھتے ہیں کہ

1۔ حیض کے غسل میں صفائی کا اہتمام غسل جنابت کی نسبت زیادہ ہوتا ہے کیونکہ اس کی نوبت نسبتاً زیادہ دیر بعد آتی ہے۔

2۔ پانی میں بیری کے پتے ڈال کر جوش دینے سے وہ پانی زیادہ صفائی کرنے والا بن جاتا ہے۔

3۔ مقام مخصوص پر خوشبو لگانے کا مقصد یہ ہے کہ ناگوار بو ختم ہو جائے۔

4۔ جنسی امور سے متعلق مسئلہ بتاتے وقت صریح الفاظ کے بجائے اشارے کنائے سے کام لینا چاہیے تاکہ مسئلہ بھی بتادیا جائے اور شرم وحیا بھی قائم رہے۔

5۔ علم حاصل کرنے سے شرمانا درست نہیں کیونکہ اس کے نتیجے میں انسان ہمیشہ جاہل رہتا ہے اور ممکن ہے کہ خلاف شریعت کام کا ارتکاب کرتا رہے۔[38]

صحابیہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ ہم عورتیں غسل کیسے کریں۔

صحابیہ کا سوال اور نبی کریم ﷺ کا جواب:

وحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ ، حَدَّثَنَا حَبَّانُ ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ ، حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ ، عَنْ أُمِّهِ ، عَنْ عَائِشَةَ ، أَنَّ امْرَأَةً ، سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَيْفَ أَغْتَسِلُ عِنْدَ الطُّهْرِ؟ فَقَالَ: خُذِي فِرْصَةً مُمَسَّكَةً، فَتَوَضَّئِي بِهَا ، ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ سُفْيَانَ۔[39]

وہیب نے کہا: ہمیں منصور نے اپنی والدہ)صفیہ بنت شیبہ (سے، انہوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا کہ ایک عورت نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میں پاکیزگی)کے حصول (کے لیے کیسے غسل کروں؟ تو آپ نے فرمایا" : کستوری سے معطر کپڑے کا ٹکڑا لے کر اس سے پاکیزگی حاصل کرو۔" پھر سفیان کی طرح حدیث بیان کی۔

عصری اطلاق:

حیض سے پاک ہونے کے بعد عورت کو اپنے بدن کو نہاتے وقت ملنا چاہیے

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنْ غُسْلِهَا مِنَ الْمَحِيضِ؟ فَأَمَرَهَا كَيْفَ تَغْتَسِلُ، قَالَ: خُذِي فِرْصَةً مِنْ مَسْكٍ فَتَطَهَّرِي بِهَا، قَالَتْ: كَيْفَ أَتَطَهَّرُ؟ قَالَ: تَطَهَّرِي بِهَا، قَالَتْ: كَيْفَ؟ قَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ تَطَهَّرِي، فَاجْتَبَذْتُهَا إِلَيَّ، فَقُلْتُ: تَتَبَّعِي بِهَا أَثَرَ الدَّمِ۔[40]

وہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک انصاریہ عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میں حیض کا غسل کیسے کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشک میں بسا ہوا کپڑا لے کر اس سے پاکی حاصل کر۔ اس نے پوچھا۔ اس سے کس طرح پاکی حاصل کروں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس سے پاکی حاصل کر۔ اس نے دوبارہ پوچھا کہ کس طرح؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سبحان اللہ! پاکی حاصل کر۔ پھر میں نے اسے اپنی طرف کھینچ لیا اور کہا کہ اسے خون لگی ہوئی جگہوں پر پھیر لیا کر۔

دلائل شرعیہ سے احکام کا نکالا جانا اور دلالت کے معنی اور اس کی تفسیر کیا ہو گی:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَيْضِ كَيْفَ تَغْتَسِلُ مِنْهُ؟، قَالَ: تَأْخُذِينَ فِرْصَةً مُمَسَّكَةً، فَتَوَضَّئِينَ بِهَا، قَالَتْ: كَيْفَ أَتَوَضَّأُ بِهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَوَضَّئِي، قَالَتْ: كَيْفَ أَتَوَضَّأُ بِهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَوَضَّئِينَ بِهَا، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَعَرَفْتُ الَّذِي يُرِيدُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَذَبْتُهَا إِلَيَّ فَعَلَّمْتُهَا ۔[41]

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک خاتون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا)دوسری سند (امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا اور ہم سے محمد نے بیان کیا یعنی ابن عقبہ نے، کہا ہم سے فضیل بن سلیمان النمیری نے بیان کیا، کہا ہم سے منصور بن عبد الرحمٰن بن شیبہ نے بیان کیا، ان سے ان کی والدہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حیض کے متعلق پوچھا کہ اس سے غسل کس طرح کیا جائے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشک لگا ہوا ایک کپڑا لے کر اس سے پاکی حاصل کر۔ اس عورت نے پوچھا: یا رسول اللہ! میں اس سے پاکی کس طرح حاصل کروں گی؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے پاکی حاصل کرو۔ انہوں نے پھر پوچھا کہ کس طرح پاکی حاصل کروں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر وہی جواب دیا کہ پاکی حاصل کرو۔

عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا منشا سمجھ گئی اور اس عورت کو میں نے اپنی طرف کھینچ لیا اور انہیں طریقہ بتایا کہ پاکی سے آپ کا مطلب یہ ہے کہ اس کپڑے کو خون کے مقاموں پر پھیر تاکہ خون کی بدبو رفع ہو جائے۔

باب اور حدیث میں مناسبت:

امام بخاری رحمہ اللہ نے باب کے ذریعے کئی اہم مسائل کی طرف اشارہ فرمایا ہے، چنانچہ عبد الحق الہاشمی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ ھذا الباب متعلق بتعليم طريقة الإجتهاد، و قد تكون معرفة الأحكام من عموم النص، و دلالة النص، و غيرها من أنواع الدلائيل المذكورة فى أصول الفقة۔[42] یہ باب طریقہ اجتہاد کی تعلیم پر مبنی ہے تاکہ احکام کی معرفت عموم نص سے، دلالۃ النص سے اور اس کے سوا دیگر دلائل کی انواع سے حاصل ہوں، جو اصول فقہ میں مذکور ہیں۔

محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ باب کتاب الاعتصام میں اس غرض سے قائم فرمایا اور اسی طرح سے مختلف قسم کے ابواب باندھے تاکہ ان ابواب کے ذریعہ دوضروری چیزوں کی طرف اشارہ ہو جائے اہل اصول کو، اول یہ کہ اصول شریعہ چار اقسام پر ہیں، الکتاب، و السنۃ، و الإجماع، و القیاس اور دوسرا اصول یہ ہے کہ عبارۃ النص، إشارۃ النص اور اس کا اقتضاء کی طرف اشارہ ہو، چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

أن الإمام البخاري قد أشار في كتاب الاعتصام بتراجم عديدة إلى مسائل الأصول كما ترى، فهكذا أشار لهذه الترجمة إلى أمرين قد نبه عليهما أصحاب الأصول، الأول: ما قالوا ان أصول الشرع أربعة: الكتاب، و السنة، و الاجماع، و القياس، وأشار إلى هذه الأربعة بقوله: التى تعرف بالدلائل ..... و الأمر الثاني، هو ما ذكروه من تقسيم الاستدلال من الكتاب و السنة إلى أقسام عديدة معروفة عندهم من عبارة النص، و إشارته و دلالته و اقتضائه، فأشار إلى هذا الأمر الثاني بقوله، و كيف معنى الدلالة۔[43]

ان معلومات سے واضح ہوا کہ باب کے ذریعے امام بخاری رحمہ اللہ کی کئی ایک اغراض ہیں، جنہیں آپ رحمہ اللہ نے تحت الباب احادیث کے ذریعے حل فرمائے ہیں لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ عرض بھی کرتے چلیں کہ محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ نے حجت شرعیہ کو چار چیزوں میں تقسیم کیا ہے جس کا ذکر سابقہ سطروں میں گزرا، تین چیزیں: کتاب وسنت اور اجماع، یہ حجت حجت ہیں مگر قیاس شرعی اصولوں کی بناء پر حجت نہیں ہے بلکہ ہم اسے حجت مظہرہ کہہ سکتے ہیں یعنی مجتہد جس میں دین نہیں ہو گا۔ لہذا باب اور حدیث میں مناسبت اس جہت سے ہو گی کہ پہلی حدیث جو عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کی ہے اس کی باب سے مناسبت یوں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا بدلالت عقل سے سمجھ گئیں کہ کپڑے سے وضو نہیں ہو سکتا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ اس مسئلے پر دال نہیں تھے، لہذا لفظ » توضأ « سے وہ خاتون نے کچھ اور مراد لیا مگر امی عائشہ رضی اللہ عنہا سمجھ گئیں کہ اس سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ہے کہ اس کپڑے کو بدن پر پھیر کر پاکی حاصل کرلے۔

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

و مطابقة الحديث للترجمة في قوله توضئي بها فإنه وقع بيانه للسائلة بما فهمته عائشة رضي الله عنها و أقرها النبى صلى الله عليه وسلم على ذالك لأن السائلة لم تكن تعرف أن تتبع الدم بالفرصة يسمي توضوا فلما فهمت عائشة غرضه بينت للسائلة ما خفي عليها۔[44]

دوسری حدیث جو ام حفید بنت الحارث ابن حزن سے مروی ہے اس حدیث کی باب سے مناسبت یوں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ساہنہ کو کھا رہے تھے اور لازماً نبی کریم صلی

اللہ علیہ وسلم کے دستر پر حرام چیز کا ہونا ناممکن ہے، لہٰذا اس حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ نے دلالت شرعیہ کی مثال دی کہ جب ساہنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستر خوان پر دوسرے لوگوں نے کھایا تو معلوم ہوا کہ وہ حلال ہے، لہٰذا یہ حدیث باب کے اس جزء ،الأحکام التی تعرف بالدلائل،سے مناسبت رکھتی ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے کھانے سے منع نہیں فرمایا اور ساہنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستر پر رکھا گیا، لہٰذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی چیز سے نہ روکنا یہ بھی احکام شرعیہ میں حجت ہیں اور اسی طرح حدیث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا میں انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو سمجھ لیا اور پہچان لیا تو اس حدیث کی مناسبت بھی اسی جہت سے ہو گی، پس یہیں سے باب اور حدیث میں مناسبت ہو گی۔ "علامہ ابن قیم رحمہ اللہ اس مسئلے پر روشنی ڈالتے ہوئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور خلفائے راشدین کے بعد اہل مدینہ کے کیا معاملات تھے،اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اہل مدینہ کا عمل مفتیوں، امراء اور بازاروں پر محتسبین کے حکم کے مطابق تھا، رعیت ان لوگوں کی مخالفت نہیں کر سکتی تھی، پس اگر مفتی فتوی دیتے تو والی اسے نافذ کرتا اور محتسب اس کے مطابق عمل کرتا، اسی طرح وہ فتوی معمول بہ ہو جاتا، لیکن یہ چیز قابل التفات نہیں ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفاء اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے اعمال سنت ہیں، لہٰذا ان دونوں میں سے ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ خلط ملط نہیں کیا جائے گا، پس ہمارے نزدیک اس عمل پر تحکیماز یادہ شدید ہے اور اس کے مقابلے میں دوسری چیز)متاخرین اہل مدینہ ان کا عمل (اگر خلاف سنت ہو تو ترک کیے جانے کے شدید مستحق ہے۔[45]نواب صدیق حسن خان بھوپالی رحمہ اللہ اس مسئلے پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

امام مالک رحمہ اللہ اور ان کے متعین کے برخلاف اہل مدینہ کا عمل بھی کسی صحیح حدیث کے خلاف حجت نہیں ہوتا، کیوں کہ وہ بھی امت میں سے بعض ہیں)یعنی کل نہیں ہیں(، لہٰذا اس بات کا جواز موجود ہے کہ وہ صحیح خبر ان تک نہ پہنچی ہو۔[46]ان تمام گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ کسوٹی صرف سنت نبوی ہی ہو گی، اس کے خلاف اہل مدینہ کا عمل، کوفہ ، بصرہ، شام، یمن، مصر، دمشق، بالفرض کوئی بھی معروف یا غیر معروف علمی شہر یا غیر علمی شہر ہو، کسوٹی ہرگز نہیں بن سکتا۔امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:كيف أترك الخبر لأقوال أقوام لو عامرتهم لما حجتهم بالحديث۔[47] (میں خبر)یعنی حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم (کو اقوال سے کس طرح ترک کر سکتا ہوں، اگر میں ان لوگوں کے مابین موجود ہوتا تو ان سے حدیث کی حجت پر بحث کرتا۔ بس کسوٹی صرف قرآن و حدیث ہی ہے یہی گفتگو کا حاصل ہے۔

حائضہ عورت غسل کیسے کرے:

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اسماء بنت شکل انصاریہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غسل حیض کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" :تم میں سے کوئی عورت بیر کی پتی ملا ہوا پانی لے، پھر وہ طہارت حاصل کرے)یعنی شرمگاہ دھوئے (اور خوب اچھی طرح طہارت کرے یا طہارت میں مبالغہ کرے، پھر اپنے سر پر پانی ڈالے اور اسے خوب اچھی طرح ملے، یہاں تک کہ سر کے سارے بالوں کی جڑوں میں پانی پہنچ جائے، پھر اس پر پانی ڈالے، پھر خوشبو کو)کپڑے یا روئی کے (ایک ٹکڑے میں بھگو کر اس سے)شرمگاہ کی (صفائی کرے)[48]

عورت کا حیض سے غسل کرنے کا طریقہ:

سوال: عورت کون سے پانی سے پاکیزگی حاصل کرے۔ صحابیہ کا سوال اور نبی کریم ﷺ کا جواب

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى ، وَابْنُ بَشَّارٍ ، قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْمُهَاجِرِ ، قَالَ: سَمِعْتُ صَفِيَّةَ تُحَدِّثُ، عَنْ عَائِشَةَ ، أَنَّ أَسْمَاءَ، سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ غُسْلِ الْمَحِيضِ؟ فَقَالَ: تَأْخُذُ إِحْدَاكُنَّ مَاءَهَا وَسِدْرَتَهَا، فَتَطَهَّرُ فَتُحْسِنُ الطُّهُورَ، ثُمَّ تَصُبُّ عَلَى رَأْسِهَا، فَتَدْلُكُهُ دَلْكًا شَدِيدًا، حَتَّى تَبْلُغَ شُئُونَ رَأْسِهَا، ثُمَّ تَصُبُّ عَلَيْهَا الْمَاءَ، ثُمَّ تَأْخُذُ فِرْصَةً مُمَسَّكَةً، فَتَطَهَّرُ بِهَا، فَقَالَتْ أَسْمَاءُ: وَكَيْفَ تَطَهَّرُ بِهَا؟ فَقَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ، تَطَهَّرِينَ بِهَا، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: كَأَنَّهَا تُخْفِي ذَلِكَ، تَتَبَّعِينَ أَثَرَ الدَّمِ، وَسَأَلَتْهُ عَنْ غُسْلِ الْجَنَابَةِ، فَقَالَ: تَأْخُذُ مَاءً، فَتَطَهَّرُ، فَتُحْسِنُ الطُّهُورَ، أَوْ تُبْلِغُ الطُّهُورَ، ثُمَّ تَصُبُّ عَلَى رَأْسِهَا، فَتَدْلُكُهُ حَتَّى تَبْلُغَ شُئُونَ رَأْسِهَا، ثُمَّ تُفِيضُ عَلَيْهَا الْمَاءَ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: نِعْمَ النِّسَاءُ، نِسَاءُ الأَنْصَارِ، لَمْ يَكُنْ يَمْنَعُهُنَّ الْحَيَاءُ أَنْ يَتَفَقَّهْنَ فِي الدِّينِ۔[49]

محمد بن جعفر نے کہا: ہمیں شعبہ نے ابراہیم بن مہاجر سے حدیث سنائی، انہوں نے کہا: میں نے صفیہ سے سنا وہ حضرت عائشہؓ سے بیان کرتی تھیں کہ اسما)بنت شکل انصاریہ (ؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے غسل حیض کے بارے میں سوال کیا؟ تو آپ نے فرمایا" :ایک عورت اپنا پانی اور بیری کے پتے لے کر اچھی طرح پاکیزگی حاصل کرے، پھر سر پر پانی ڈال کر اس کو اچھی طرح ملے یہاں تک کہ بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے، پھر اپنے اوپر پانی ڈالے، پھر کستوری لگا کپڑے یا روئی کا ٹکڑا لے کر اس سے پاکیزگی حاصل کرے۔"، تو اسماء نے کہا: اس سے پاکیزگی کیسے حاصل کروں؟ آپ نے فرمایا" :سبحان اللہ! اسے پاکیزگی حاصل کرو۔ "حضرت عائشہؓ نے کہا) :جیسے وہ اس بات کو چھپا رہی ہوں" (خون کے نشان پر لگا کر۔ "اور اس نے آپ سے غسل جنابت کے بارے میں پوچھا تو آپ

نے فرمایا) ” : غسل کرنے والی (پانی لے کر اس سے خوب اچھی طرح وضو کرے، پھر سر پر پانی ڈال کر اسے ملے حتی کہ سر کے بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے، پھر اپنے آپ پر پانی ڈالے۔ “حضرت عائشہؓ نے کہا: انصار کی عورتیں بہت خوب ہیں، دین کو اچھی طرح سمجھنے سے شرم انہیں نہیں روکتی۔

عصری اطلاق:

الشیخ حافظ محمد امین لکھتے ہیں:

1۔ حیض کا خون چونکہ بدبودار ہوتا ہے، اس لیے بہتر ہے کہ غسل کے علاوہ خون والی جگہ کی مزید صفائی کی جائے، مثلاً: خوشبو لگائی جائے تاکہ بدبو زائل ہو جائے۔ اس سنت پر عمل غالباً متروک ہی ہو چکا ہے۔ خواتین کو چاہیے کہ اس سنت کا احیا کریں۔ یقیناً جہاں اس سے صفائی حاصل ہو گی، وہاں ثواب بھی ملے گا۔

2۔ عورتوں سے متعلقہ پوشیدہ مسائل بتاتے ہوئے کنایات کا استعمال مستحب ہے۔

3۔ حاضرین کے لیے صاحب علم کے کلام کی وضاحت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

4۔ مسئلہ دریافت کرنے والوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنا چاہیے۔

5۔ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صاحب خلق عظیم اور شرم وحیا کے پیکر تھے۔[50]

حیض سے غسل کے طریقے کا بیان۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اسماء رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، پھر آگے اسی مفہوم کی حدیث ہے، اس میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا” :مشک لگا ہوا روئی کا پھاہا) لے کر اس سے پاکی حاصل کرو“(، اسماء نے کہا: اس سے میں کیسے پاکی حاصل کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا” : سبحان اللہ! اس سے پاکی حاصل کرو“، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کپڑے سے)اپنا چہرہ (چھپا لیا۔ اس حدیث میں اتنا اضافہ ہے کہ اسماء رضی اللہ عنہا نے غسل جنابت کے بارے میں بھی دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا” : تم پانی لے لو، پھر اس سے خوب اچھی طرح سے پاکی حاصل کرو، پھر اپنے سر پر پانی ڈالو، پھر اسے اتنا ملو کہ پانی بالوں کی جڑوں میں پہنچ جائے، پھر اپنے اوپر پانی بہاؤ۔ “راوی کہتے ہیں: عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: انصار کی عورتیں کتنی اچھی ہیں انہیں دین کا مسئلہ دریافت کرنے اور اس کو سمجھنے میں حیاء مانع نہیں ہوتی۔[51]

الشیخ عمر فاروق سعیدی لکھتے ہیں کہ

1۔ عورتوں اور مردوں کے غسل کا ایک ہی طریقہ ہے الا یہ عورتوں کو غسل جنابت میں بندھے بال نہ کھولنے کی اجازت ہے، مگر غسل حیض میں ان کو کھولنے کا حکم ہے۔ اسی طرح ان کے لیے خون کی جگہ پر کستوری یا خوشبو کا استعمال کرنا بھی مستحب ہے۔

2۔ بیری کا پانی، خطمی، صابن یا شیمپو کا استعال بھی مباحات میں سے ہے اور عورتوں کے لیے زیادہ افضل ہے۔

3۔ مرد ہو یا عورت ہر ایک کے لیے لازم ہے کہ اہل علم سے مخصوص مخفی مسائل بھی دریافت کیا یا کروایا کریں۔

ان مسائل میں خاموشی بعض اوقات انسان کو حرام میں ڈال سکتی ہے اور اہل علم پر بھی لازم ہے کہ اشارے کنائے کی احسن زبان میں حقائق بیان کرنے سے گریز نہ کیا کریں۔[52]

عَنْ عَائِشَةَ ، قَالَتْ: دَخَلَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ شَكَلٍ، عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، كَيْفَ تَغْتَسِلُ إِحْدَانَا إِذَا طَهُرَتْ مِنَ الْحَيْضِ؟ وَسَاقَ الْحَدِيثَ، وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ: غُسْلَ الْجَنَابَةِ۔[53]

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: اسماء بنت شکلؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! جب ہم میں سے کوئی عورت غسل حیض کرے تو کیسے نہائے؟ اور)اسی طرح (حدیث بیان کی اور اس میں غسل جنابت کا ذکر نہیں کیا۔

مستحاضہ کے غسل اور اس کی نماز کا حکم:

فاطمہ بنت حبیش نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ میں ایک ایسی عورت ہوں جیسے مستحاضہ کا عارضہ لاحق ہو جاتا ہے تو میری پاکیزگی کا کیا حکم ہو گا: صحابیہ کا سوال اور نبی کریم ﷺ کا جواب:

عَنْ عَائِشَةَ ، قَالَتْ: جَاءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: " يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي امْرَأَةٌ أُسْتَحَاضُ، فَلَا أَطْهُرُ، أَفَأَدَعُ الصَّلَاةَ؟ فَقَالَ: لَا، إِنَّمَا ذَلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَ بِالْحَيْضَةِ، فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ، فَدَعِي الصَّلَاةَ، وَإِذَا أَدْبَرَتْ، فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّي۔[54]

حضرت عائشہؓ سے روایت کی، انہوں نے کہا: فاطمہ بنت ابی حبیش نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں ایک ایسی عورت ہوں جسے استحاضہ ہوتا ہے، اس لیے میں پاک نہیں ہو سکتی تو کیا میں نماز چھوڑ دوں؟ آپ نے فرمایا" : نہیں، یہ تو بس ایک رگ)کا خون (ہے حیض نہیں ہے، لہٰذا جب حیض شروع ہو تو نماز چھوڑ دو اور جب حیض بند ہو جائے تو اپنے) جسم (سے خون دھو لیا کرو اور نماز پڑھو۔

عَنْ عَائِشَةَ ، أَنَّهَا قَالَتْ: اسْتَفْتَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ جَحْشٍ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: إِنِّي أُسْتَحَاضُ، فَقَالَ: إِنَّمَا ذَلِكِ عِرْقٌ، فَاغْتَسِلِي، ثُمَّ صَلِّي، فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ، قَالَ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ: لَمْ يَذْكُرْ ابْنُ شِهَابٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَمَرَ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ، أَنْ تَغْتَسِلَ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ، وَلَكِنَّهُ شَيْءٌ فَعَلَتْهُ هِيَ "، وَقَالَ ابْنُ رُمْحٍ فِي رِوَايَتِهِ ابْنَةُ جَحْشٍ: وَلَمْ يَذْكُرْ أُمَّ حَبِيبَ۔[55]

حضرت عائشہؓ سے روایت کی، انہوں نے کہا: ام حبیبہ بنت جحشؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ پوچھا اور کہا: مجھے استحاضہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" :یہ ایک رگ)کا خون (ہے۔ تم غسل کرو، پھر)حیض کے ایام کے خاتمے پر (نماز پڑھو۔ "تو وہ ہر نماز کے وقت غسل کرتی تھیں۔)امام (لیث بن سعد نے کہا: ابن شہاب نے یہ نہیں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام حبیبہ بنت جحش کو ہر نماز کے لیے غسل کرنے کا حکم دیا تھا۔ یہ ایسا کام تھا جو وہ خود کرتی تھیں۔ لیث کے شاگردوں میں سے ابن رمح نے ابنۃ جحش کے الفاظ استعمال کیے اور ام احبیبہ نہیں کہا۔

صحابیہ کا مستحاضہ اور نماز کے بارے میں سوال

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ، خَتَنَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَتَحْتَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، اسْتُحِيضَتْ سَبْعَ سِنِينَ، فَاسْتَفْتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذَلِكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ هَذِهِ لَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ وَلَكِنَّ هَذَا عِرْقٌ، فَاغْتَسِلِي وَصَلِّي "، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ فِي مِرْكَنٍ فِي حُجْرَةِ أُخْتِهَا زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، حَتَّى تَعْلُوَ حُمْرَةُ الدَّمِ الْمَاءَ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَحَدَّثْتُ بِذَلِكَ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، فَقَالَ: يَرْحَمُ اللَّهُ هِنْدًا، لَوْ سَمِعَتْ بِهَذِهِ الْفُتْيَا، وَاللَّهِ إِنْ كَانَتْ لَتَبْكِي، لِأَنَّهَا كَانَتْ لَا تُصَلِّي۔[56]

عمرہ بنت عبدالرحمن سے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ عائشہؓ سے روایت کی کہ ام حبیبہ بنت جحش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہر نسبتی کو، جو)ام المومنین زینب بن جحش کی بہن اور (عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں، سات سال تک استحاضہ کا عارضہ لاحق رہا۔ انہوں نے اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ دریافت کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" :یہ حیض)کا خون (نہیں بلکہ یہ ایک رگ)کا خون (ہے، لہٰذا تم غسل کرو اور نماز پڑھو۔ "عائشہؓ نے کہا: وہ اپنی بہن زینب بن جحشؓ کے حجرے میں ایک بڑے تشت)ٹب (میں غسل کرتیں تو پانی پر خون کی سرخی غالب آجاتی۔ ابن

شہاب نے کہا: میں یہ حدیث ابو بکر بن عبد الرحمن بن حارث کو سنائی تو انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ ہند پر رحم فرمائے! کاش وہ بھی یہ فتویٰ سن لیتیں۔

اللہ کی قسم! وہ اس بات پر روتی رہتی تھیں کہ استحاضے کی وجہ سے وہ نماز نہیں پڑھ سکتی تھیں۔

عصری اطلاق:

مستحاضہ اپنے مقرر ایام ماہواری پورے کرے:

علامہ صفی الرحمن مبارک پوری لکھتے ہیں کہان ام حبيبة بنت جحش شكت إلى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الدم فقال: امكثي قدر ما كانت تحبسك حيضتك ثم اغتسلي۔[57]

سیدہ ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہانے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دم استحاضہ کا شکوہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "تمہارے ماہواری کے ایام جس قدر پہلے سے متعین ہیں اتنے ایام میں) نماز ' روزہ (چھوڑ دے۔ اس کے بعد نہا دھو کر نماز ادا کرو ۔

لغوی تشریح:

تَحْبِسُکِ، تیری ادائیگی نماز میں مانع ہو۔ رکاوٹ کا باعث بنے۔ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ہر نماز کے لیے غسل سے یہ لازم نہیں آتا کہ ایسا کرنے کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا۔

فوائد ومسائل:

1۔ اس حدیث اور اس باب میں بیان شدہ احادیث کا ماحصل یہ ہے کہ مستحاضہ، استحاضے اور حیض کے خون میں تین میں سے کسی ایک بنیاد پر فرق کر سکتی ہے۔ پہلی صورت دونوں خونوں میں تمیز) پہچان (کی ہے۔ وہ اس طرح ہے کہ ایام ماہواری کا خون سیاہ رنگت کا اور گاڑھا ہوتا ہے، اس کی بو بھی بڑی کریہہ ہوتی ہے۔ اور استحاضے کے خون کی رنگت سرخ ہوتی ہے اور وہ زردی مائل اور رقیق، یعنی پتلا ہوتا ہے۔ یا پھر دوسری صورت یہ ہے کہ خون استحاضہ کے جاری ہونے سے پہلے اس عورت کی معمول بہ عادت کی طرف رجوع کیا جائے گا کہ کتنے روز تک ایام ماہواری جاری رہتے تھے۔ یا پھر تیسری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس کی ہم عمر اور ہم مزاج خواتین پر اس کو قیاس کیا جائے گا کہ ایسے مزاج اور اتنی عمر کی خواتین کو کتنے دن ایام ماہواری آسکتے ہیں یا آیا کرتے ہیں۔

2۔ اور اگر مستحاضہ میں ایک سے زائد علامات جمع ہو جائیں تو پھر زیادہ قوی طریقے اور واضح دلیل سے اس کا تعین ہو سکے گا۔

3۔ دو یا تین علامات اگر باہم متعارض ہوں تو پھر بغیر تردد و شک کے حیض کے خون کے سیاہ رنگ کو مقدم رکھا جائے گا اور عقل بھی اس کو مقدم رکھنے کا تقاضا کرتی ہے۔ اس کے بعد دوسرے نمبر پر عادت کا لحاظ رکھا جائے گا، پھر ہم عمر اور ہم مزاج عورتوں کا خیال رکھا جائے گا۔

4۔ مندرجہ بالا مذکورہ علامتوں میں امتیاز و فرق کرنا نہایت آسان اور سہل ہے۔ عقلمند بلکہ کند ذہن عورت بھی اس فرق کو بآسانی اخذ کر سکتی ہے۔

5۔ جس کی طرف فقہاء کی جماعت بالخصوص احناف گئے ہیں، وہ بحث بڑی دقیق، گنجلک اور مغلق ہے۔ وہ عورتوں کے فہم و عقل سے بعید بلکہ بہت ہی دور ہے، نیز یہ احادیث بھی اس مفہوم کا انکار کرتی ہیں۔ شریعت بیضاء جو آسان فہم ہے، وہ بھی اس کی طرف توجہ نہیں کرتی۔

6۔ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا ہر نماز کے لیے غسل فرمایا کرتی تھیں۔ اس غسل کی نوعیت جمہور کے نزدیک تطوع) نفل (کی ہے ورنہ شریعت نے مستحاضہ پر ہر نماز کے لیے غسل کرنا فرض قرار نہیں دیا۔ فتح الباری میں علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے بھی اسی رائے کی تائید کی ہے۔

7۔ امام شوکانی رحمہ اللہ نے بھی یہ دعویٰ کیا ہے کہ کسی صحیح حدیث سے مستحاضہ کے لیے ہر نماز کے وقت نیا غسل کرنا ثابت نہیں۔ مستحاضہ اپنے مقرر ایام ماہواری پورے ہونے کے بعد غسل کرے، اس کے بعد ہر نماز کے لیے استنجاء کر کے وضو کرے اور نماز ادا کرے۔

8۔ مذکورہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ مستحاضہ کو کسی نہ کسی شناخت کرانے والی علامت کی جانب توجہ کرنی چاہیے۔ پھر جس علامت سے اس کو حیض کی پہچان ہو جائے، اسی پر کاربند ہو جائے۔

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا (بعض کا خیال ہے کہ اس سے سیدہ حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا ہی مراد ہیں، حالانکہ ایسا نہیں بلکہ صحیح اور درست یہ ہے کہ یہ ان کی بہن تھیں۔ یہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔

صحیح مسلم کی روایت کی رو سے انہیں مسلسل سات سال تک استحاضے کا مرض لاحق رہا۔ انہوں نے 44 ہجری میں وفات پائی۔ بعض نے کہا: ہے کہ جحش کی تین بیٹیاں تھیں۔ تینوں عارضہ استحاضہ کا شکار تھیں: ایک ام المؤمنین زینب، دوسری حمنہ اور تیسری ام حبیبہ رضی اللہ عنہن۔ مگر صحیح یہ ہے کسیدہ زینب رضی اللہ عنہا اس عارضے سے محفوظ تھیں۔ کہتے ہیں کہ عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں دس خواتین ایسی تھیں جو استحاضے کے عارضے میں مبتلا رہتی تھیں۔

مستحاضہ ہر نماز کے لیے غسل کرے۔

الشیخ عمر فارق سعیدی لکھتے ہیں: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سالی اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی بیوی ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کو سات سال تک استحاضہ کی شکایت رہی، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں مسئلہ دریافت کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" : یہ حیض نہیں ہے، بلکہ یہ رگ)کا خون (ہے، لہٰذا غسل کرو اور نماز پڑھو۔ "ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: تو وہ اپنی بہن زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے حجرے میں ایک بڑے لگن میں غسل کرتی تھیں، یہاں تک کہ خون کی سرخی پانی پر غالب آجاتی تھی۔[58] غسل کرو اور نماز پڑھو "کا مطلب ہے، ایام حیض کے ختم ہونے کے بعد غسل کرو اور نماز پڑھنا شروع کر دو۔ اس سے مقصود ہر نماز کے لیے غسل کرنے کا حکم دینا تھا، نہ اس سے اس کا اثبات ہی ہوتا ہے۔ اس سے اگر کسی نے ہر نماز کے لیے غسل کرنے کا حکم سمجھا ہے، تو یہ اس کا اپنا فہم ہے، علاوہ ازیں کسی بھی صحیح حدیث میں ہر نماز کے لیے غسل کرنے کا حکم نہیں ہے۔

حیض اور استحاضہ کے خون میں فرق کا بیان۔

الشیخ حافظ محمد امین لکھتے ہیں کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا مستحاضہ ہوئیں، تو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: اللہ کے رسول! مجھے استحاضہ کا خون آتا رہتا ہے، اور میں پاک نہیں رہ پاتی ہوں، کیا نماز ترک کر دوں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" : یہ تو ایک رگ)کا خون (ہے، حیض نہیں ہے، تو جب حیض کا خون آئے تو نماز ترک کر دو، اور جب ختم ہو جائے تو اپنے)جسم (سے خون دھو لو اور وضو کرو اور نماز پڑھو، یہ تو بس رگ)کا خون (ہے حیض نہیں ہے،)راوی سے (پوچھا گیا غسل کرے؟ تو اس نے کہا: اس میں کسی کو شک نہیں، ابو عبدالرحمٰن نسائی کہتے ہیں:

اس حدیث کو ہشام بن عروہ سے کئی لوگوں نے روایت کیا ہے، اور اس میں ،وتوضئي، کا ذکر حماد کے علاوہ کسی نے نہیں کیا ہے۔[59]

یعنی حماد تَوَضَّئِي، وضو کرکے الفاظ کے بیان میں منفرد ہے جبکہ باقی تمام راوی صرف غسل اور نماز کے حکم کے ساتھ روایت بیان کرتے ہیں۔ لیکن راجح بات یہ ہے کہ ،تَوَضَّئِي، الفاظ کے بیان میں حماد منفرد نہیں بلکہ ان الفاظ کے بیان میں ابو معاویہ بھی ان کی موافقت کرتے ہیں۔

نتائج بحث:

1۔ وضو اور غسل کے بعد چہرے، ہاتھوں اور باقی بدن پر پانی کے اثرات کو تولیے یا رومال وغیرہ سے صاف کرنا ضروری نہیں، البتہ جائز ہے کیونکہ بعض روایات میں کپڑے سے پانی خشک کرنے کا ذکر بھی آیا ہے وضو کے پانی کو ہاتھ سے جھاڑنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں اور جس روایت میں ہاتھ سے پانی جھاڑنے کی ممانعت آئی ہے وہ حدیث ضعیف ہے۔

2۔ غسل جنابت ہو یا عام غسل، مسنون طریقہ یہی ہے جو ان احادیث میں آیا ہے کہ پہلے استنجا اور زیریں جسم دھویا جائے، بعد ازاں وضو کر کے باقی جسم پر پانی بہایا جائے۔ اس وضو میں سر پر مسح کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

3۔ مختلف احادیث میں وضو کا انداز مختلف نقل ہوا ہے۔ بعض میں پاؤں دھونے کے موقع کا بالکل ذکر نہیں ہے۔ بعض میں صراحت ہے کہ غسل سے فراغت کے بعد دھوئے اور بعض میں دو دفعہ کا ذکر ہے۔ پہلی دفعہ میں وضو کے ساتھ اور دوسری دفعہ فراغت کے بعد اور ظاہر ہے کہ سب ہی صورتیں جائز ہیں۔

4۔ اگرچہ استنجا کرنے سے شرم گاہ کے ساتھ ساتھ ہاتھ بھی صاف ہو جاتا ہے مگر چونکہ ہاتھ افضل جزو ہے۔ نماز، قرأت قرآن اور کھانے پکانے وغیرہ میں استعمال ہوتا ہے، لہٰذا اس کی خصوصی صفائی کرنی چاہیے، یعنی اسے مٹی یا صابن وغیرہ سے مل کر اچھی طرح دھویا جائے۔

5۔ جسے جنابت لاحق ہو جائے اس کے لیے غسل کرتے وقت بالوں کا کھولنا ضروری نہیں، البتہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے، جسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے، کہ آپ نے بالوں کو کھولنے کا حکم فرمایا۔ مگر یہ دونوں روایتیں باہم متعارض نہیں کیونکہ بال کھولنے کا حکم اس وقت ہے جب عورت حیض سے غسل کرے، لیکن غسل جنابت میں عورت پر واجب نہیں کہ وہ سر کے بال کھولے، بلکہ صرف بالوں کی جڑ یا سر کی جڑ یا سر کا چمڑا تر ہونا چاہئے، سارے بال تر ہونا ضروری نہیں۔

6۔ عورتوں اور مردوں کے غسل کا ایک ہی طریقہ ہے الا یہ عورتوں کو غسل جنابت میں بندھے بال نہ کھولنے کی اجازت ہے، مگر غسل حیض میں ان کو کھولنے کا حکم ہے۔ اسی طرح ان کے لیے خون کی جگہ پر کستوری یا خوشبو کا استعمال کرنا بھی مستحب ہے۔

7۔ حیض کا خون چونکہ بدبودار ہوتا ہے، اس لیے بہتر ہے کہ غسل کے علاوہ خون والی جگہ کی مزید صفائی کی جائے، مثلاً: خوشبو لگائی جائے تاکہ بدبو زائل ہو جائے۔ اس سنت پر عمل غالباً متروک ہی ہو چکا ہے۔ خواتین کو چاہیے کہ اس سنت کا احیا کریں۔ یقیناً جہاں اس سے صفائی حاصل ہو گی، وہاں ثواب بھی ملے گا۔

8۔ مرد ہو یا عورت ہر ایک کے لیے لازم ہے کہ اہل علم سے مخصوص مخفی مسائل بھی دریافت کیا یا کروایا کریں۔ ان مسائل میں خاموشی بعض اوقات انسان کو حرام میں ڈال سکتی ہے اور اہل علم پر بھی لازم ہے کہ اشارے کنائے کی احسن زبان میں حقائق بیان کرنے سے گریز نہ کیا کریں۔

حوالہ جات

1 بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، ریاض: دارالسلام، کِتَاب الْغُسْل، بَابُ الْغُسْلِ مَرَّةً وَاحِدَةً، الرقم، 257،

2 بلوغ المرام شرح از صفی الرحمن مبارکپوری، الرقم،: 104

3 صحیح بخاری شرح از مولانا داؤد راز، حدیث نمبر، 257، ص، 257

4 ابو داوٗد، سلیمان بن اشعث، امام، سنن ابي داود، رياض: دارالسلام ، /كِتَاب الطَّهَارَةِ/ باب الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ: رقم الحديث: 245

5 سنن نسائی ترجمہ و فوائد از الشیخ حافظ محمد امین حفظ اللہ، حدیث نمبر 254، ص، 419

6 نسائی، احمد بن شعیب، امام، سنن نسائي، رياض: دارالسلام، ذكر مايوجب الغسل ومالا يوجبه، حدیث نمبر: 254

7 سنن نسائی ترجمہ و فوائد از الشیخ حافظ محمد امین حفظ اللہ، حدیث نمبر 254، ص، 54

8 صحیح البخاري، كِتَاب الْحَيْضِ، بَابُ امْتِشَاطِ الْمَرْأَةِ عِنْدَ غُسْلِهَا مِنَ الْمَحِيضِ:: 316

9 صحیح بخاری شرح از مولانا داود راز، ص،: 316

10 تحفة الاحوذي، ج 1، ص: 124

11 ايضاح البخاري، ج 2، ص: 32

12 صحیح بخاری شرح از مولانا داود راز، ص: 305

13 التواریص، ص، 83

14 ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی، امام، فتح الباري، لاہور: نشر الكتب العلميه، ج 1، ص 537

15 الكواكب الدراري شرح صحیح الباري ج 2، ص 167

16 تحفة الاحوذي، ج 1، ص 124

[17] نیل الاوطار، شرح منتقی الاخبار، ج 1، ص 293

[18] دار قطنی، علی بن عمر، امام، سنن دار قطني في سنة، ملتان: مطبوعہ نشر السنہ، ج 1 ص 121

[19] عون الباری فی مناسبات تراجم البخاری، ج، 1، ص: 146

[20] مسلم، مسلم بن حجاج، المتوفیٰ 161ھ، الجامع الصحیح، ریاض: دارالسلام، كِتَاب الْحَيْضِ، باب حُكْمِ ضَفَائِرِ الْمُغْتَسِلَةِ، الرقم، 744

[21] بلوغ المرام شرح، صفی الرحمن، بلوغ المرام، کتاب الطھارۃ، ص، 105

[22] بلوغ المرام شرح، صفی الرحمن مبارکپوری،، ص، 105

[23] ابن ماجہ، محمد بن یزید، امام، سنن ابن ماجہ، ریاض: دارالسلام، الطھارۃ وسننھا، باب فی الحائض کیف تغتسل، الرقم، 641

[24] صحیح مسلم، الحیض، باب حکم ضفائز المغتسلۃ، الرقم، 331

[25] ترمذی، محمد بن عیسی، امام، سنن ترمذي، ریاض: دارالسلام، کتاب الطھارۃ، حدیث، الرقم، 105

[26] مسلم، مسلم بن حجاج، المتوفیٰ 161ھ، الجامع الصحیح، كِتَاب الْحَيْضِ، باب اسْتِحْبَابِ اسْتِعْمَالِ الْمُغْتَسِلَةِ مِنَ الْحَيْضِ فِرْصَةً مِنْ مِسْكٍ فِي مَوْضِعِ الدَّمِ، الرقم، 748

[27] صحيح البخاري، كِتَاب الْحَيْضِ، بَابُ دَلْكِ الْمَرْأَةِ نَفْسَهَا إِذَا تَطَهَّرَتْ مِنَ الْمَحِيضِ، الرقم، 314

[28] صحيح البخاري، كِتَاب الِاعْتِصَامِ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ، الرقم، 7357

[29] عبد الحق الھاشمی، لب اللباب فی تراجم والابواب، ج، 5، ص، 544

[30] کاندھلوی، محمد زکریا، الابواب والتراجم، ج، 6، ص، 767

[31] احمد قسطلانی، علامہ، ارشاد الساري، مصر: مطبوعہ میمنہ، ج، 12، ص، 109

[32] حصول المامول من علم الاصول: ص 59

[33] الاحکام فی اصول الاحکام للامدی، ج، 2، ص، 165

[34] عون الباری فی مناسبات تراجم البخاری، جلد دوئم، حدیث، ص، 308

[35] سنن نسائی ترجمہ وفوائد از الشیخ حافظ محمد امین حفظ اللہ، حدیث، ص، 427

[36] سنن نسائی ترجمہ وفوائد از الشیخ حافظ محمد امین حفظ اللہ، ص، 252

[37] سنن ابی داود شرح از الشیخ عمر فاروق سعدی، اسلام آباد: اُردو پوائنٹ اخبار تازہ ترین۔ ص، 316

[38] سنن ابن ماجہ شرح از مولانا عطااللہ ساجد، ص، 642

[39] مسلم، مسلم بن حجاج، المتوفیٰ 161ھ، الجامع الصحیح، كِتَاب الْحَيْضِ، الرقم، 749

[40] صحيح البخاري، كِتَاب الْحَيْضِ، بَابُ دَلْكِ الْمَرْأَةِ نَفْسَهَا إِذَا تَطَهَّرَتْ مِنَ الْمَحِيضِ، الرقم، 314

41 صحیح البخاري،کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، الرقم،7357

42 عبدالحق الہاشمی، لب اللباب فی تراجم والابوابج،5، ص،544

43 کاندھلوی، محمد زکریا، اکتاب الاعتصام فی الابواب والتراجم، ج،6، ص،767

44 قسطلانی، ارشاد الساري، ج،12، ص،109

45 عون الباری فی مناسبات تراجم البخاری،، ج،2، ص،308

46 نواب صدیق بھوپالی، حصول المامول من علم الاصول، ص،59

47 شافعی، محمد بن ادریس، الاحکام فی اصول الاحکام للامدی، ج1، ص،165

48 سنن ابن ماجہ، أبواب التیمم، الرقم،642

49 مسلم، مسلم بن حجاج، المتوفیٰ161ھ، الجامع الصحیح، کتاب الحیض، الرقم،750

50 سنن نسائی ترجمہ و فوائد از الشیخ حافظ محمد امین حفظ اللہ، ص،252

51 سنن ابی داود شرح از الشیخ عمر فاروق سعدی، ص،316

52 ایضاً

53 مسلم، مسلم بن حجاج، المتوفیٰ161ھ، الجامع الصحیح، کتاب الحیض، الرقم،752

54 مسلم، مسلم بن حجاج، المتوفیٰ161ھ، الجامع الصحیح، کتاب الحیض، باب المستحاضة وغسلها وصلاتها، الرقم،752

55 ایضاً، کتاب الحیض، باب المستحاضة وغسلها وصلاتها، الرقم،755

56 ایضاً، کتاب الحیض، باب المستحاضة وغسلها وصلاتها، الرقم،756

57 صفی الرحمن مبارک، بلوغ المرام، کتاب الطھارة، ص،120

58 سنن ابی داود شرح از الشیخ عمر فاروق سعدی،، ص،288

59 سنن نسائی ترجمہ و فوائد از الشیخ حافظ محمد امین حفظ اللہ، ص،364